

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت

کا

عَدِيمُ الْمَثَالِ



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا

---

عظیم المثال

فیضان

احمد اکیڈمی لاہور

تعاونت:

اکرام اللہ رحیمہ

مطبوعہ: لاہور آرٹ پریس ۱۵-انارکلی لاہور

ناشر: جمال الدین نے انج

خطاطی: محمود انور بی۔ اے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## آنحضرتؐ کا عظیم المثال فیضان

الحاج مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کا شمار ان روشن خیال اور متین و فہیم علماء و فضلاء میں سے ہوتا ہے جنہوں نے عمر بھر مسند تعلیم و تدریس کو رونق بخشی اور آخر دم تک گلستان علم و حکمت کی آبیاری میں مصروف رہے آپ کی یادگار تصانیف میں "تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام" کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علامہ نے اس مشہور کتاب میں دجال اکبر کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے اور اس کو نیست و نابود کرنے کیلئے خالق ارض و سماء کی آسمانی و آفاقی سکیم

پر نہایت محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے عظیم المثال فیضانِ کائنات اہم پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔

مولانا صاحب نے اس پہلو کو شاندار رنگ میں اجاگر کرتے ہوئے

دنیا بھر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو دعوتِ فکر و عمل بھی دی

ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

”اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں

کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جامع اور خاتمِ سیرت

کے مقامات کو سامنے رکھ کر اس آخری دین کو اپنائیں اور اسکی قدردانی و عظمت

کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی“

(خاتم النبیینؐ ص ۴۷، ناشر ادارہ عثمانیہ لاہور)

مولانا موصوف کی اس دلی خواہش کی تکمیل کیلئے کتاب ”تعلیمات

اسلام اور مسیحی اقوام کا متعلقہ حصہ صحیح ذیل کیا جا رہا ہے۔

## ●۔ آنحضرتؐ تمام کمالات نبوت کا منبع فیض ہیں

”جب طرح غیبی جہانوں میں ملائکہ کا مقابلہ شیاطین سے ہے ملائکہ مخزنِ صلاح ہیں اور شیاطین مخزنِ فساد اسی طرح اس محسوس جہان میں انبیاء کا مقابلہ دجالوں سے ہے۔ انبیاء مخزنِ خیر و کمالات ہیں اور دجال مخزنِ شر و فسادات۔ پھر جس طرح ملائکہ و شیاطین میں ایک ایک فرد خاتم ہے جس پر اس نوع کے تمام مراتب ختم ہو جاتے ہیں اور وہی اپنی نوع کیلئے مصدرِ فیض ہے ملائکہ کیلئے جبریل علیہ السلام جس سے کمالاتِ ملکیت ملائکہ کو تقسیم ہوتے ہیں اور شیاطین کیلئے ابلیس لعین جس سے تمام انشیائین کو فساداتِ شیطنت تقسیم ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء و دجالہ

میں بھی ایک ایک فرد خاتم ہے جو اپنے دائرہ میں مصدر فیض ہے  
 انبیاء علیہم السلام میں وہ فخر کامل اور خاتم مطلق جو تمام کمالات نبوت کا  
 منبع فیض ہے اور جس کے ذریعہ سارے ہی طبقہ انبیاء کو علوم و  
 کمالات تقسیم ہوئے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
 ادھر دجالوں میں وہ فرد واحد جو تمام تبلیسیات و مکائد اور ترور  
 و مفاسد کا مخزن ہے اور سارے ہی طبقہ دجالہ کو جسکے باطن  
 سے فیض دجل پہنچ رہا ہے "دجال اعظم" ہے۔ پس محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم تمام کمالات بشریہ کے خاتم ہیں اور دجال تمام شرور  
 بشریہ کا خاتم ہے۔ وہ دریا ئے روحانیت کے در شاہسوار ہیں  
 اور یہ میدانِ مادیت کا پیک چالاک ... "

•۔ دَجَالِ اعظم کا اصل مقابلہ ذاتِ بابرکات نبویؐ سے ہے۔

”..... اس عمومی تعابُل اور نسبت تضاد کو سامنے رکھ کر نمایاں ہوتا ہے کہ دَجَالِ اعظم کا اصل مقابلہ ذاتِ بابرکات نبویؐ ہے کہ آپؐ تمام قرونِ دنیا کے خاتمِ کمالات ہیں اور وہ خاتمِ فساداتِ آپؐ عبدیتِ مجسم ہیں اور وہ رعونتِ مجسم۔ آپؐ بغوائے حدیث و محمد فرق بین الناس فارقِ حق و باطل ہیں اور وہ تکلیس افزائے حق و باطل ہے۔ آپؐ مہرِ نبوت سے سرفراز ہیں وہ مہرِ جبل و کفر سے ممتاز ہے۔ آپؐ بندگیِ محض کے مدعی ہیں وہ خدائیِ محض کا مدعی ہے۔ اسیلئے اگر خاتمِ النبیین کے دور... میں ہمہ گیر کمالات کا ظہور ایک اہم طبعی تھا تو اُسی کے دور... میں



ان کمالات کی تضداد اور ہمہ انواع فسادات کا شیوع بھی ایک  
 امر طبعی تھا اور اس لیے خاتم الدجالین کو بھی جو خاتم فسادات  
 ہے خاتم النبیین ہی کے دور .... میں خروج کرنا چاہیے تھا۔ کہ  
 اسکے عمیق دجل و فساد کا مقابلہ محض نبوت کی طاقت نہ کر سکتی تھی  
 جب تک کہ اس کے ساتھ خاتمیت کی بے پناہ قوت نہ ہو۔ نیز خاتم  
 کمالات کی پوری پوری عظمت و شان اور روحانی قوت بھی اس وقت  
 تک نہ کھل سکتی تھی جب تک کہ اسکے کمالات کی تضداد یعنی سارے  
 ہی شرور و فسادات اپنے پورے کرد و فر کے ساتھ اپنی اسفردی شخصیت  
 خاتم الدجالین کے ہاتھ پر ظاہر ہو کر بری طرح شکست نہ کھا جائیں  
 •۔ دجال اعظم کا ظہور زمانہ نبوی میں کیوں نہ ہوا؟  
 ”... ہاں مگر مقابلہ کی اگر یہ صورت ہوتی کہ دجال اعظم کو حضور

کے زمانہ خیر میں ظاہر کر کے شکست دلا دی جاتی تو ظاہر ہے فتح و شکست کا یہ مظاہرہ ناقص رہ جاتا کیونکہ نہ فسادات و جال ہی سب کے سب بتدریج نمایاں ہو سکتے اور نہ کمالات نبوی ہی سب کے سب کھل کر انہیں شکست دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ خیر کے ہر پہلو کی طاقت اور شر کے ہر پہلو کی کمزوری کھلے بغیر ہی مقابلہ ختم ہو جاتا اور دنیا آخرت کے کناسے جا لگتی۔ حالانکہ خاتمیت سے مقصود تکمیل ہوتی ہے اور اسی لیے خاتم کو سب سے آخر میں لایا جاتا ہے۔ مگر اس صورت میں کسی پہلو کی بھی تکمیل نہ ہوتی اور خاتموں کا انانیت ہو جاتا۔ اسلئے دجال اعظم کو بھی قیامت تک موقعہ دیا گیا کہ وہ ہر پہلو سے چھپ کر اور کھس کر فساد پھیلائے بواسطہ اور بلا واسطہ اپنی وجاہت سے دنیا میں تلبیس حق بالباطل کا جال پھیلائے تاکہ ایک دفعہ یہ

مانی شرمناہنی سٹی چمک دمک کیساتھ ظاہر ہو جائیں اور اپنا فروغ دکھلا کر  
 بے وزن قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکیں۔ اور ختم نبوت کی طاقت کو بھی  
 قیامت تک باقی رکھ کر موقعہ دیا گیا کہ وہ اپنی مخفی طاقتوں سے دجالی  
 کروفر کے پرچھے اڑاتی رہے۔ اگر یہ دجل و فساد علوم نبوی میں فتنہ  
 شہوات کی ظلمت پیدا کرے تو یہ حقانی طاقت فوراً یقین سے اسے شکست  
 دے۔ اور اگر اعمال میں فتنہ شہوات کھڑا کرے تو صبر و تحمل کے نبوی  
 اخلاق سے اسے پسپا کر دے اگر تمدنی لائن میں فتنے برپا کرے تو سیاست  
 نبوت آٹے آکر انہیں ختم کر دے عرض جس رنگ میں بھی دجل و  
 فساد ظاہر ہو اسی رنگ میں کمالات نبوت اسکو دفع کرتے رہیں۔ یہاں  
 تک کہ فساد کی استعداد کامل ہو کر گویا دجال اعظم کے ظہور کا تقاضا کرنے  
 لگے اور ادھر اصلاح و کمال کی قابضیت بھی اپنا دور مکمل کر کے اسکی کھلی

شکت کی طلبگار ہو جائے۔ تا آنکہ ختم نبوت اس خاتم الدجالیین کو شکست  
دیکر ہمیشہ کیلئے دجل کا خاتمہ کر دے۔“

۱۔ آنحضرتؐ کا مقابلہ دجال کیلئے قبر مبارک  
تشریف لانا شانِ اقدس کے متافی ہے

”پس جب خروجِ دجال زمانہ نبوی میں مناسب نہ ٹھہرا بلکہ خاتمہ دنیا  
پر مناسب ہوا تو پھر اب اس کے مقابلہ کی ایک صورت تو یہ تھی کہ  
حضرت خاتم الانبیاءؐ کو خروجِ دجال کے وقت قبر مبارک سے تکلیف دی  
جاتی کہ آپ بنفسِ نفیس اسکے مفاسد کو مٹائیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت  
شانِ اقدس سے فرد تر تھی۔ اور آپ اس سے اعز و اکرم تھے کہ آپ پر  
دو موتیں طاری کی جائیں یا ایک دفعہ قبر مبارک سے نکال کر پھر دوبارہ قبر  
دکھلائی جائے

## •۔ آنحضرتؐ کو خروجِ دجال تک زندہ نہ رکھنے کی حکمت۔

” پھر ایک شکل یہ تھی کہ حضور کو خروجِ دجال تک دنیا ہی میں مقیم رکھا جاتا لیکن اس صورت کا شانِ اقدس کیلئے نازیبا ہونا پہلی صورت سے بھی زیادہ واضح ہے کیونکہ اول تو اس صورت میں حضور کی بعثت کا آخری اور اصلی مقصد محض مدافعتِ دجال ٹھہر جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرے دجال کی اہمیت استفدِ بڑھ جاتی کہ گویا اسی کے خوف کی خاطر حضور کو دنیا میں صدیوں ٹھہرایا جا رہا ہے نیز امت کے کمالات بھی اس صورت میں پردہٴ اخفاء میں رہ جاتے کیونکہ آفتابِ نبوت کی موجودگی میں کس ستارہ کی مجال تھی کہ اپنا نور نمایاں کر سکے۔ اس طرح تمام طبقاتِ امت کے جوہر چھپے رہ جاتے اور گویا علمِ

امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا ظہور ہی نہ ہو سکتا۔ اور اس سب کے علاوہ  
 یہ صورت خود اصل موضوع ہی کے خلاف پڑتی۔ یعنی دجال کا خروج ہی ناممکن  
 ہو جانا جس کیے مدافعت کی یہ صورتیں درکار تھیں۔ کیونکہ دجال اور اس کے  
 مفاسد کا زور پکڑنا تو حضور ہی کے زمانہ سے بعد ہو جانے کے سبب سے ہو  
 سکتا تھا۔ اور جبکہ آپ خود ہی قیامت تک دنیا میں تشریف رکھتے تو اس کے  
 یہ معنی تھے کہ عالم میں کوئی فتنہ ہی نہ پھیلنا کہ قلوب میں شر کی استعداد بڑھے  
 اور خروج دجال کی نوبت آئے۔ پس اس صورت میں خروج دجال ہی ممکن نہیں  
 رہتا چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی کوئی صورت فرض کی جائے۔ بہر حال اس صورت میں  
 نہ امت کے کمالات کھلتے نہ ختم نبوت کی بے پناہ طاقت واضح ہوتی جس سے  
 واضح ہو سکتا کہ ذاتِ بابر کا خاتم مطلق کی سب سے اعلیٰ روحانیت اور بے انتہاء  
 مکمل انسانیت جس طرح اگلوں کو فیضِ روحانیت پہنچا رہی تھی اسی طرح وہ

پچھلوں میں تکمیل کمالات کا کام کر رہی ہے۔ اور وہ ان محدود روحانیتوں کی مانند نہیں ہے جو دنیا میں آئیں اور گزر گئیں اور انسانوں میں انکا کوئی نقش قدم باقی نہ رہا۔

## امت میں حضرت خاتم النبیین کے عکسِ کامل کی ضرورت

” لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے

مگر اس مقابلہ کیلئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب نہ صدیوں

باقی رکھنا شایانِ شان نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کر دیا جانا مصلحت اور

ادھر اس ختم دجالیت کے استیصال کیلئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے

بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔ عام مجددین اور اربابِ رایت اپنی پوری روحانی

طاقتوں سے بھی اس عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل

نہ آئے بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک موثر نہ تھی جب تک کہ اس کے

ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شرکت و جایت کی صورت بجز اسکے اور  
 کیا ہو سکتی تھی کہ اس وصالِ اعظم کو نیست و نابود کرنے کیلئے امت میں ایسا  
 خاتم المجد دین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کیے ہوئے  
 ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبت قائم رہتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہ  
 خاتم النبیین کا مقابلہ ہو مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روایت کا انجذاب اسی  
 مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبہ ولایت  
 میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت کی بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ  
 ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس  
 انعکاس کیلئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ  
 خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو تاکہ خاتم مطلق کے کلمات  
 کا عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت



میں فرق بھی نہ آئے ۔

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام ص ۲۲۳ تا ۲۲۹ ندوۃ المصنفین  
دہلی ۱۳۵۶ھ) **آنحضرت کی شان نبوت بخشی**

مولانا طیب صاحب آنحضرت کی شانِ خاتیمت پر روشنی ڈالتے  
ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں :

” حضور کی شانِ محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوتِ بخشی بھی نکلتی  
ہے۔ کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہو اور آپ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا  
.... آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات ہونے کی امتیازی شان آغازِ بشریت  
سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جاری رہی “ (آفتابِ نبوت ص ۱۰۹-۱۱۰)

ناشر اولہ عثمانیہ ۳۲ پرانی انارکلی لاہور

والسلام دوست محمد شاہد

(مطبوعہ اخبار لاہور)